OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

برصغیر میں مرثیے کا پہلا مرکز اور اس کے اردو مرثیے پر اثرات

The first center of marsiya in the subcontinent and its impact on Urdu Marsiya

Professor (R) Dr. Muhammad Mumtaz Khan Kalyani
Former Chairmen Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University Multan.

Tasawar Abbasi
Ph.D Scholar, Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University Multan.

Received on: 06-01-2025 Accepted on: 09-02-2025

Abstract

Evolution of Urdu language is associated with Muslims arrival in Sub Continent. First interaction of Muslims with the native population of subcontinent happened in Sindh and Multan. Qaramtian Rulers declared Multan as their capital and also took steps to preach and promulgate their Ismaili faith, in this way first center of marsiya was established under the petronage of Qaramti Rulers. These rulers also done the petronage of Azadari or lamenting and elegy same as done by rulers of Bejapor, Golkandah and Lakhnao after centuries. This first Multani center also influenced Urdu marsiya, proof of this is visible in the early era of marsiya writers of Daccan notably Quli Qutub Shah, Burhan uddin Janam, Hashim Ali and Wajhi.

Keywords: Urdu Marsiya, subcontinent, Qaramtian Rulers, Sindh and Multan

اردو کی تشکیل کے تمام نظریوں میں یہ بات مشترک ہے کہ اردو کی ابتداء برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کی آمد کے بعد ہوئی ہیں مگر وہ اس کی بنیاد کو محمود غزنوی کی آمد سے جوڑتے ہیں۔ حالانکہ محمود غزنوں کی آمد سے قبل بھی تین چار صدیوں تک وادی سندھ میں مسلمانوں کی حکومت رہی محمد بن قاسم کے سندھ کو فتح کرنے کے بعد کافی عرصہ یہ اموی خلیفہ کے زیر نگیں رہا جو عمل دہلی کے نواح میں بننے والی زبان کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے وہ یقیناً وادی سندھ میں بھی ہوا ہو گا جس کے نتیجے میں کوئی ایسی زبان بنی ہو گی جس میں مسلمان اور مقامی لوگ آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے "ملتانی زبانی اور اس کا اردو سے تعلق" میں ڈاکٹر مہر عبدالحق اس بات کو تفصیل سے لکھتے ہیں:

"ہمارے مورخین اردو زبان کو شاہجہاں کے عہد کی پیداوار سمجھتے چلے آئے ہیں گو بعد کی تحقیقات نے انھیں پیچھے جانے پر مجبور کے مجبور کر دیا ہے تاہم محمود غزنوی سے پہلے کی تاریخ پر ان کی نگاہ نہیں پڑتی کیونکہ اردو کو نواح دہلی کی زبان سمجھا جاتا ہے اور اس کی ابتدائی شکل برج بھاشا، کھڑی بولی ہریانی یا میواتی کو تسلیم کیا جاتا ہے اگر محمود غزنوی سے پہلے کے چار سو سال کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ثابت ہو گا کہ وادی سندھ کو ایک نئی زبان پیدا کرنے میں تقدم حاصل ہے اس نئی زبان کا کوئی واضح نام نہیں رکھا گیا تھا چنانچہ امیر خسرو اس نئی زبان کو لاہوری کہتا ہے اور ابولفضل اسے ملتانی کے نام سے یاد کرتا ہے حالانکہ دونوں نام اصل میں ایک ہی زبان کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ترقی

یافتہ بھاشا(اردو) کی تاریخ ترکوں اور مغلوں کے وقت سے نہیں بلکہ اس سے کئی صدی پیشتر یعنی اصل عربوں کے زمانے سے شروع ہوئی ہے ۔"(۱)

یہ قدیم زبان سندھی اور سرائیکی کی ماں بنی مگر بدقسمتی سے اس دور کا کوئی تحریری نمونہ اب تک دستیاب نہیں ہو سکا جو ابتدائی تحریریں سامنے آئی ہیں وہ بھی اردو سے کافی قدیم ہیں۔

"اب ہم اس سے ذرا آگے چلتے ہیں تو ان قدیم نمونوں کی باری آجاتی ہے جن کے بارے میں مستند تاریخی حوالے اور ماہرین لسانیات کی شہادتیں ملتی ہیں۔ سرائیکی زباں کے قدیم تحریری سرمائے کے بارے میں ہمیں جو باوثوق ذرائع سے معلومات ملتی ہیں اُن کا تعلق ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی سے ہے۔"(۲)

اس قدیم زبان کو سندھی، ملتانی (موجودہ سرائیکی) یا اردو کی ابتدائی شکل جو بھی نام دیں اُس کے ابتدائی نمونے قرامطی دور میں سامنے آتے ہیں قرامطی حکومت کی بنیاد 983 میں پڑی اور اس کا مرکز ملتان تھا قرامطی اسماعیلی شیعہ تھے اور انھوں نے یہاں اپنے عقائد کی تبلیغ کی اس قدیم زبان کا نصف سے زیادہ تحریری مواد انہیں اسماعیلیوں کا ہے جس میں غم میں بھی شامل ہے کیونکہ شہادت حسین کا ذکر اسماعیلی عقیدے کے مطابق ثواب کا کام ہے یوں ملتان برصغیر میں اردو مرثیے کا پہلا مرکز بنا ڈاکٹر نصر اللہ ناصر کے بیان کا اردو ترجمہ دیکھیں:

قرامطہ (983 آغاز حکومت) کے ابتدائی دور اقتدار میں اس علاقے میں مرثیہ گوئی کو بہت رواج حاصل ہوا قرامطیوں نے واقعاتِ کربلا کے حوالے سے ہندووں میں بھی اپنے عقائد کی تبلیغ کی ساتھ اُن کو مراعات دیں جس کے نتیجے میں ہندو آبادی بھی ہندو مذہب کے ساتھ ساتھ ذکرِ حسین کرنے لگی اس طرح ملتان برصغیر پاک وہند میں مرثیے کا پہلا مرکز بنا"(۳)

وادئ سندھ کی اِس قدیم زبان کا علاقہ موجودہ سرائیکی زبان کا علاقہ ملتان، بہاول پور، ڈیرہ غازی خان، جنوبی سندھ، اور ان کے قریب قریب کے علاقے تھے اس زبان اثرات کے ثبوت قدیم دکنی ادب پر واضح دکھائی دیتے ہیں اب تک دستیاب مواد میں کوئی ایک سطر یا مصرع بھی قدیم دکنی مخطوطات کا ایسا نظر نہیں آیا جس میں سرائیکی زبان کے الفاظ شامل نہ ہوں۔ شوکت مغل اردو زبان پر سرائیکی کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"آج اس زمانے کی معیاری زبان کو قدیم اردو کہا جاتا ہے آج جب ہم اس زمانے کی معیاری زبان کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں بیسیوں الفاظ و تراکیب سرائیکی زبان کی نظر آتی ہیں اس دور کی معیاری اردو کی تخلیق میں ان الفاظ و تراکیب کا بڑا حصہ ہے جو سرائیکی بولنے والے اپنی زبان میں عام بول چال میں اور تحریر میں استعمال کرتے ہیں رہے اور آج تک سرائیکی بول چال کا حصہ ہیں۔"(۴)

زبان اور اس کا ارتقاء اس وقت ہمارے موضوع سے ضمنی تعلق رکھتا ہے ہمارا اصل موضوع اس وقت اردو اور سرائیکی مرثیہ ہے برصغیر میں مرثیے کا یہ پہلا مرکز ویسے ہی کا قائم ہوا جس طرح صدیوں بعد گولکنڈہ اور بیجاپور اس کے بعد لکھنؤ میں شاہی سرپرستی میں قائم ہوئے قرامطی حکمران بھی تشیع مسلک کے پیرو تھے اور ذکر حسین اُن کے عقیدے کا لازمی جزو تھا۔ جس طرح عادل شاہی، قطب شاہی اور اودھ کے

حکمرانوں نے مرثیہ نگاروں کی سرپرستی کی ویسے ہی قرامطی حکمراں بھی اس پہلے مرکز کے سرپرست تھے ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل برصغیر میں شیعیت اور مرثیہ نگاری کے فروغ کے حوالے لکھتے ہیں

Thus while spread of Isna 'Ashri Shi'ism in other parts of india has Substantially attritude to existance of shi'ite royal dynasties as in th early Sultanates of the Deccan the Later Kingdom of Avadh, it is rather the model of Support by Local Furstbischofe which would Seem to account for its importance in Multan(۵)

مرثیے کے اس پہلے مرکز جس کی زبان قدیم سرائیکی تھی کے اثرات اردو کے ابتدائی مرثیوں پر جو دکن میں تخلیق ہوئے واضح دکھائی دیتے ہیں دکنی مرثیوں میں بے شمار ایسے سرائیکی الفاظ شامل ہیں جو اب بھی سرائیکی بولنے والے جوں کے توں اپنی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔اردو کے ابتدائی مرثیہ نگاروں میں قلی قطب شاہ، برہان الدین جانم، وجہی، ہاشم علی اور مرزا کے نام لیے جاتے ہیں ہم ان میں سے کچھ شعرا کے مراثی میں سرائیکی الفاظ کی موجودگی کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

یہ دکھ درد حوراں کوں کدہیں جنت منے یک تل
حسیناں کے دکھوں ماتم پکڑتے ہیں جنم بھر کر

لہو روتیں ہیں بی بی فاطمہ اپنے حسیناں تیئں
او لہو لالی کا رنگ ساتو گگن اپر ال چھایا ہے(٦)

اماماں تھے منگے قولاں سو شامی شومٔ کافر
ہوئے بے قول توان تیئں خدا دوزخ بنایا ہے(٧)

سورج جلتا ہے سارے ماتمیاں کے آہ تھے سب دن
چندا اس شرم تھے گل کر سوا اپنا سر نوایا ہے(٨)

یتیماں واہ پیاسے واہ پیاسے کر رویں مل کر
اسی دکھ درد تھے انجھو گلا اُن کا سکایا ہے(٩)

کالے ہوئے دکھ تھے منگل سر پر سٹیں ماٹی سکل

تو پکڑے اس دکھ تھے جنگل ہے بیقراری وائے وائے (۱۰)

اوپر لکھے اشعار میں ایسے سرائیکی الفاظ شامل ہیں جو اب بھی سرائیکی بولنے والوں کے لیے عام فہم ہیں کوں بمعنی کو، او بمعنی وہ، منگے بمعنی مانگے، نوایا بمعنی جھکایا، انجھو (ہنجھوں) بمعنی آنسو، سکایا بمعنی خشک کیا، سٹیں بمعنی ڈالیں، اور آخری شعر ہیں کے پہلے مصرع میں ایک لفظ آیا سکل محی الدین قادری زور کے مرتب کردہ کلیات میں یہ سگل لکھا ہے اور انھوں "ماٹی سگل سے مراد سب ماٹی/ساری مٹی لی ہے لیکن مجھے سیدہ جعفر کا لکھا لفظ سکل مناسب لگا ایسی جگہ جہاں پانی کھڑا رہے اور نیچے ریت نہ ہو پانی خشک ہونے کے بعد وہاں کی مٹی میں چھوٹی چھوٹی دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور زمین چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی ہے سرائیکی میں اسے سکل، سکھل یا سکھلی کہتے ہیں

ہاشم علی اور مرزا بھی اسی دور کے مرثیہ نگار ہیں اُن کے مرثیوں سے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

ہاشم علی کے مراثی میں ایک مرثیہ ہے "بچے کا غم" کے عنوان سے ہے

لہو بھرا کیوں ترا چندر مکھ

جن کوں ہاتوں سے میں دھلاتی رہی

دودھ پیتا مرا گیا بالے

غم سوں چھاتی مری بھر آتی رہی

تج کوں بھاتی نہ تھی اندھاری رات

تری خاطر دیوا جلاتی رہی (۱۱)

چندر-چاند، کوں-کو، بھاتی-اچھی لگتی

اندھاری-اندھیری، دیوا-چراغ

مرزا کے مرثیے سے شعر دیکھیں:

اس جفا کے تیر بیٹھے ہیں گگن کے تن اوپر

نیں ستارے پھر یو سب دستے پیکاں الودا

شہ کا ماتم سب دریا کے موج نِت نعرا کرے

غرق ہیں اس غم سوں سب لولو و مرجاں الودا(۱۲)

نت۔روزانہ،دستے/ڈسدے۔دکھائی دیتے

نو سرہار میں بھی سرائیکی الفاظ آئے ہیں

ناماں کیتا بول سنوار

جانو موتیوں کیرا ہار

اللہ واحد حق سبحان

جن یہ سر جیا بھوئیں آسمان

بھوئیں۔زمین،اسمان—آسمان(۱۳)

دکنی مرثیے میں سرائیکی الفاظ اجنبی زبان کے الفاظ کے طور پر نہیں آئے بلکہ یہ دکنی اردو کا حصہ تھے اور ان الفاظ کا استعمال ہمیں دکنی مرثیے کی پوری روایت میں ہمیں دکھائی دیتا ہے۔دکن کی اس روایت کو شمال سے جوڑنے والے ولی کے کلام میں بھی ایسے الفاظ عام دکھائی دیتے ہیں اُس کے بعد سرائیکی کا اثر کم ہونا شروع ہوتا ہے ایہام گوئی اور پھر ناسخ کی اصلاح زبان کی تحریک نے اردو کو ایک الگ شناخت دی جو دبستاں لکھنو کی پہچان بن گئی۔

حوالہ جات

1. ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق،ڈاکٹر مہر عبدالحق،اردو اکادمی،بہاول پور 1967ص 501
2. تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند،جلد چودھویں،ادارت،فیاض محمود،جامعہ پنجاب،لاہور 1981ص264
3. سرائیکی شاعری دا ارتقاء،ڈاکٹر نصراللہ ناصر،جھوک پبلشرز دولت گیٹ،ملتان 2010ءص354
4. اردو میں سرائیکی کے انمٹ نقوش،شوکت مغل،جھوک پبلشرز دولت گیٹ،ملتان 2008ص29
5. Siraiky Marsiya, Dr Christopher Shackel,Bazm-e-Saqafat Multan 2003 P18
6. کلیات محمد قلی قطب شاہ،مرتب،ڈاکٹر سیدہ جعفر،ترقی اردو بیورو نئی دہلی 1985ص746
7. ایضاً،ص747
8. ایضاً،ص747
9. ایضاً،ص748
10. ایضاً،ص749

11. ایضاً، ص751
12. اردو شہ پارے، محی الدین قادری زور، مکتبہ ابراہیمیہ، اسٹیشن روڈ حیدر آباد دکن 1929 ص295
13. ایضاً، ص302

References

1. Multani language and its relation to Urdu, Dr. Mehr Abdul Haq, Urdu Academy, Bahawalpur 1967 p. 501
2. History of Muslim Literature of Pakistan and India, Volume 14, Edited by Fayyaz Mahmood, University of the Punjab, Lahore 1981 p. 264
3. The Evolution of Saraiki Poetry, Dr. Nasrullah Nasir, Jhok Publishers Daulat Gate, Multan 2010 p. 354
4. Indelible Impressions of Saraiki in Urdu, Shaukat Mughal, Jhok Publishers Daulat Gate, Multan 2008 p. 29
5. Siraiky Marsiya, Dr. Christopher Shackel, Bazm-e-Saqafat Multan 2003 p. 18
6. Kalyat Muhammad Quli Qutb Shah, Compiled by Dr. Syeda Jafar, Tarqee Urdu Bureau, New Delhi 1985 p. 746
7. Ibid, p. 747
8. Ibid, p. 747
9. Ibid, p.748
10. Ibid, p.749
11. Ibid, p.751
12. Urdu Shah Pare, Mohiuddin Qadri Zor, Maktaba Ibrahimiya, Station Road, Hyderabad Deccan, 1929, p.295
13. Ibid, p.302